سوال

(907)ذاتی مسائل ووسائل کے پیش نظر بچوں میں وقفہ کا حکم ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اپنے ذاتی مسائل ووسائل کو سامنے رکھتے ہوئے وقت کے تقاضوں کے مطابق موجودہ بچوں کی صحیح طور پر تعلیم وتربیت کی خاطر کیا مزید بچے پیدا نہ کرنے کی گنجائش ہے ؟ بے شک رزق اللہ دیتا ہے ۔ اور بھوکا کوئی نہیں مرتا ۔ مگر یہ بات مشاہدہ کی ہے کہ کم وسائل والے آدمی کی کثیر اولاد مناسب تعلیم وتربیت کی کمی یا نہ ہونے کی وجہ سے خود بھی ناگفتہ بہ حالت میں ہوتے ہیں ۔ بلکہ اکثر اوقات ہمسایوں اور معاشرہ کے لیے بھی تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں ۔ کیوں کہ حالات کے پیش نظر عمومی معیارِ زندگی بدل گیا ہے ۔ جو چیزیں کل کلاں عیش و عشرت کا سامان تھیں ۔ آج ضروریاتِ زندگی بن چکی ہیں ۔ ان کا انکار کرنا مشکل امر ہے کیونکہ انسان کو انسانوں کی طرح رہنے کا حق ہے ۔ مزید یہ کہ آسودگی میں انسان دین و مذہب پر بھی توجہ دیتا ہے جبکہ جہالت وافلاس نے منکر انسانوں کو شرک وگمراہی میں دھکیلا ہوا ہے ۔ بے شک اس کے مقابلہ میں کثرتِ دولت بری چیز ہے جو عیاشی اور تکبر کو جنم دے کر انسانوں کو گمراہ کرتی ہے ۔ مگر سوال کا مدعا اوسط درجہ کی زندگی کے حصول کے متعلق ہے ۔ (۱۵ نومبر ۱۹۹۶)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس طرح کی حیلہ سازی دراصل عقیدۂ توحید میں ضعف وکمزوری کی مظہر ہے ۔ اللہ رب العالمین صرف انسان کا روزی رساں نہیں بلکہ ہر ذی روح اور متنفس کی روزی کا ذمہ اس نے پہلے روز سے لیا ہوا ہے ۔ ہر جنس کو اس کی طبیعت کے مطابق رزق مہیا کرکے اپنے رزاق ہونے کا ثبوت ہر آن دے رہا ہے ۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۵۸ ... سورة الذاريات

لیکن کمزور فطرت انسان ہے کہ اس کے دل ودماغ میں یہ بات ساتی نہیں ۔ محدود وسائل پر عارضی تسلّط کی وجہ سے اپنے کو رزاق سمجھ بیٹھا ہے ۔ کمی اولاد کی صورت میں صحیح تعلیم وتربیت کا دعویٰ محض ایک مفروضہ ہے ۔ جس کا حقیقتِ حال سے کوئی تعلق نہیں ۔ لیل ونہار ہمارے مشاہدے میں ہے ۔ بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ کثرتِ اولاد کے باوجود انھوں نے اولاد کی تربیت میں مثالی کردار ادا کیا اور وہ بھی ہیں جن کی اولاد کم لیکن تعلیم وتربیت سے عاری ۔

شریعتِ اسلامیہ میں تکثیرِ اولاد میں ترغیب کے نصوص سے یہ بات عیاں ہے کہ اسلام میں تحدید نسل کا کوئی تصور نہیں ۔ راوی کا بیان ہے بصرہ میں حجاج کی آمد(۷۵ ہجری) کے وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حقیقی بچے ایک سو بیس سے اوپر فوت ہوچکے تھے ۔ (صحیح البخاری، باب مَن زَارَ قَوماً فَلَم یُفطِر عِندَہُم، رقم : ۱۹۸۲)

اور ''صحیح مسلم''میں اسحاق بن ابی طلحہ کی روایت میں ہے ۔ زندہ اولاد واحفاد سوء کے قریب تھے ۔ آپ ﷺ نے بایں الفاظ اس کے لیے دعا کی تھی ۔

'اللّٰھُمَّ ارْزُقْہُ مَالًا وَوَلَدًا، وَبَارِکْ لَہُ فِیہِ' (صحیح البخاری، باب مَن زَارَ قَوْمًا فلمْ یُفطِرْ عِندَہُمْ، رقم: ۱۹۸۲)

اس بناء پر ان کا باغ سال میں دو دفعہ ثمر آور ہوتا تھا۔ دراصل جب سے ہم میں فکر جہاد مفقود ہوئی ہے۔ اس وقت سے ہم کسی اولاد کی برکات کے وسوسوں میں مبتلا ہوگئے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ جذبۂ سلیمانی علیہ السلام کو لے کر مسابقت کی راہ اختیار کرتے۔ لیکن ہماری ترقی معکوس ہے۔ رب العزت سب کو سمجھ عطا فرمائے۔ پھر آسودگی کا دین ومذہب کی طرف توجہ کا باعث بننا محض خوش فہمی ہے تاریخ اوائل اس کی نفی کرتی ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3، متفرقات: صفحہ:615

محدث فتویٰ